عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں

از قاضی محمد رویس خان ایوبی ضلع مفتی میرپور آزاد کشمیر

یہ مضمون دراصل قاضی محمد رویس خان صاحب ایوبی کے عربی مقالہ "الضمانات القضائیۃ فی الاسلام و القانون الوضعی" کا اردو ترجمہ ہے جو انہوں نے ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں ایل۔ ایل۔ ایم کی ڈگری کے لیے تحریر کیا۔ مقالہ کے نگران ڈاکٹر احمد طٰہٰ ریان تھے جو جامعہ ازھر میں پروفیسر ہیں اور فقہ مالکی کے امام سمجھے جاتے ہیں جبکہ ممتحن میں متحدہ عرب امارات کے سابق اٹارنی جنرل ڈاکٹر فواد عبدالمنعم اور ڈاکٹر عبدالحیٔ جیسے اہل علم شامل ہیں۔ مقالہ نگار کو اس پر فسٹ ڈویژن "جید جدا" کی ڈگری عطا کی گئی ہے۔ ہم قاضی صاحب موصوف کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اس مقالہ کا ترجمہ اشاعت کے لیے الشریعہ کو مرحمت فرمایا ہے۔

(ادارہ)

خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی راہ نمائی اور ان کی روحانی و جسمانی تطہیر کیلئے مبعوث فرمایا تاکہ انہیں گندے عقائد سے پاک کیا جائے اور کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور اسلام سے منور کیا جائے۔ انہیں جہالت سے نکال کر ایمان کی روشنی سے مزین کیا جائے اور آسمانی عدل و انصاف پھیلا کر لوگوں کو ظلم و تعدی سے نجات دلائی جائے۔ تمام نوع انسانی کے درمیان حقیقی مساوات قائم کر کے انہیں رنگ و نسل اور وطنیت و علاقائیت سے بلند تر کر کے ایک لڑی میں پرو دیا جائے۔ تمام انبیاء کا یہی مشن تھا اور انہوں نے عدل الٰہی قائم کر کے لوگوں کو ظلم و فساد سے نجات دلا کر مظلوم و مجبور انسانیت کو سرفراز فرمایا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے

یا داود انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ○ ا۔ (ترجمہ) اے داؤد (علیہ السلام) ہم نے آپکو زمین میں اپنی نیابت عطا کی۔ لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلے کیجئے۔ اور اپنی خواہشات کی پیروی مت کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ راہ راست سے ہٹ جائیں بے شک جو لوگ خدائی راستے سے ہٹ جاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے کیوں کہ انہوں نے روز حساب کو بھلا دیا۔

وجہ استدلال: اس آیت میں صاف اور صریح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد خدائے واحد کی عبادت کا پرچار اور اسکے نظام خلافت کو دنیا میں قائم کر کے عدل و انصاف کا بول بالا کرنا ہے۔

امام جصاص ۲۔ فرماتے ہیں کہ حسن بصری نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حکام کو تین باتوں کا حکم دیا ہے

۱۔ خواہشات نفس کی پیروی سے گریز

۲۔ صرف خداوند قدوس سے ڈرنا اور لوگوں سے بے خوفی

۳۔ اور یہ کہ خدا کی آیات کو اس قلیل دنیا کے عوض مت فروخت کریں۔

پھر انہوں نے آیت بالا تلاوت فرمائی۔
ارشاد باری ہے

و انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب و مہیمنا علیہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواء ھم عما جا ٔک من الحق لکل جعلنا منکم شرعتہ و منہاجا ۴۔

(ترجمہ) اور ہم آپ پر کتاب نازل فرمائی جو کہ نگہبان اور گواہ ہے اور مصدق کتب سابقہ ہے ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کریں ان کی خواہشات کی پیروی مت کریں۔ حق پر فیصلہ کریں۔ ہم نے ہر ایک کے لئے ایک طریقہ اور اسلوب طے کر رکھا ہے۔

جصاص ؒ نے فرمایا کہ ابن عباس مجاہد اور قتادۃ نے "مہیمنا" کے معنی امانت دار کیے ہیں اور بعض نے کہا کہ "مہیمنا" کا معنی ہے گواہ۔ اور بعض نے کہا کہ نگہبانی۔ معنی جو کچھ بھی ہو بہرحال مطلب یہ ہے کہ ہمارا رسول جو کچھ کتب سابقہ میں موجود ہے وہ ھوبہو پہنچا رہا ہے بغیر کسی حک و اضافہ کے کیوں کہ امانت دار بااعتماد ہوتا ہے " **فاحکم بینہم بما انزل اللہ** " آیت کا یہ حصہ " تخییر " کی تنسیخ پر دلالت کرتا ہے۵۔ اور اس بات کا حکم ہے کہ اب تورات اور انجیل کے مطابق نہیں بلکہ قرآن کریم کے مطابق فیصلے کرنے ہوں گے۔ کیونکہ اب تورات اور انجیل کو منسوخ کر کے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

منہاج اور شرعتہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ کیوں کہ یہی وہ آفتاب ہدایت ہے۔ جو پوری دنیائے انسانیت کیلئے نازل فرمایا گیا۶۔

وجہ استدلال : اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ حق اور صداقت کا سرچشمہ صرف قرآن کریم اور سنت پیغمبر ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیانت اور امانت کے ستون ہیں۔ کتب سابقہ کے احکام ہوں یا قرآن کریم وہ ٹھیک ٹھیک لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ سابقہ کتب کی منسوخی کے بعد اب حق و صداقت کا معیار و مرکز صرف قرآن کریم ہے۔ اور اس آخری کتاب کے نزول کے بعد اب کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ خود نبی آخر الزمان اور ان کے متبعین پر واجب ہے کہ وہ صرف قرآن کے احکام کے مطابق فیصلے کریں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ذاتی رائے کو دخل نہ دیجئے۔ اور نہ ہی لوگوں کی خواہشات کی پرواہ کیجئے۔ یہ حکم صرف ذات سرور کائنات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سب کیلئے عام ہے۔ اس دور سے لے کر آج تک تمام اصحاب اقتدار کو اس کی پابندی ضروری ہے۔

ارشاد باری ہے

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات و انزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ۷۔

ترجمہ : بے شک ہم نے اپنے رسول واضح دلیلیں دیکر ارسال کیے اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازوئے عدل' تاکہ لوگوں میں انصاف کر سکیں۔
دوسری جگہ ارشاد فرمایا

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا ۸۔

ترجمہ : بے شک اللہ تعالٰی تمہیں امانتیں' اہل لوگوں کے سپرد کرنیکا حکم دیتا ہے اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک اللہ تعالٰی تمہیں بہترین نصیحت فرماتے ہیں وہ سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔

وجہ استدلال : آیات بالا میں اللہ تبارک و تعالٰی نے انبیاء و رسل کو حکم دیا ہے کہ وہ پبلک میں عدل و انصاف قائم کریں ان سے ظلم و تعدی دور کریں۔

ارشاد خداوندی **یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی ۹۔**

ترجمہ : اے ایمان والو ! عدل و انصاف کے قیام کیلئے اٹھ کھڑے ہو' تمہیں کسی قوم کے ساتھ عداوت ظلم پر آمادہ نہ کرے۔ انصاف کرو کہ یہی متقی لوگوں کا شعار ہے

ابو سعود نے فرمایا " اللہ تبارک و تعالٰی نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ وہ کفار کے ساتھ بھی عدل کریں گویا مومنین پر واجب ہے کہ وہ کفار کے ساتھ عدل کریں۔ لہذا مسلمانوں کے ساتھ عدل بدرجہ اول ضروری ہوگا " ۱۰۔

کس قدر عظمت ہے کہ انسان کیلئے اسلام نے کفرو اسلام کی تمیز پر عدل کا پیمانہ نہیں رکھا بلکہ بلا لحاظ مذہب و ملت سب کیلئے عدل واجب قرار دیدیا گیا۔ اسلام نے حکم دیا کہ تمہاری سابقہ دشمنیاں اور چپقلش انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی چاہیے۔ اور تعصب قومی ' قبیلاتی ' لسانی کی بنیاد پر ظلم کا ساتھ مت دو۔ ایک عرب شاعرا نے کہا ہے۔

وھل انا الا من غزیتہ ان غوت
غزیتہ ان ترشد غزیتہ ارشد

اور میں بھی تو غزیتہ (قبیلہ) کا ایک فرد ہوں۔ اگر غزیتہ گمراہ ہوں گے۔ تو میں بھی گمراہ ہوں گا' وہ سیدھے چلیں گے تو میں بھی سیدھا چلوں گا۔

خداوند کریم نے مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے یہ حکم دیدیا کہ وہ ہر شخص کے ساتھ انصاف کریں۔ خواہ وہ ایسے ہی لوگ کیوں نہ ہوں جنھوں نے مسلمانوں کی کمزوری کے وقت ان پر ظلم ڈھائے ہوں۔ اسلام نے قومی' علاقائی' مذہبی' لسانی' تمام عصبیات کو مٹا دیا۔عدالت کے کٹھرے میں ایک مسلمان' عیسائی' یہودی' مشرک سب برابر ہیں۔ حتی کہ مسلمان اگر فاتح بن جائیں اور دشمن مغلوب ہو جائے تو اس صورت میں بھی دامن انصاف ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ اب ذرا موازنہ فرمایئے' موجودہ دور کے ان لایعنی

نعروں کے ساتھ جو انسانی حقوق کا واویلا کرتے ہیں' مگر پوری دنیا ان نعرہ بازوں کے ظلم و تعدی کا شکار ہے کیوں کہ اسطرح کے تمام نعرے سوائے ہلڑ بازی اور فریب کاری کے اور کچھ نہیں۔ ان نعروں کے پس پردہ نہ تو عقیدہ کی قوت ہے اور نہ ہی دین فطرت کی راہ نمائی' یہ سب نعرہ بازی دینی فکر کی قوت کے بغیر پروان چڑھائی جا رہی ہے۔ انصاف نعروں سے نہیں اسلامی اقتدار سے نافذ ہو سکتا ہے۔ جب تک اسلامی اقتدار نہ ہو اس وقت تک حق اور باطل میں تمیز ناممکن ہے' کیوں کہ سچائی کو جب تک اس روئے زمین پر نافذ نہ کیا جائے' اسکی گردان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ حق نفاذ کے بغیر بے معنی جملہ ہے۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا

ان اللہ یزع بالسلطان مالا یزع بالقران۔۱۲

ترجمہ : خداوند قدوس قوت سے وہ معاملات طے فرماتے ہیں۔ جو قرآن سے نہیں ہوتے

مطلب یہ ہے کہ قوت نافذہ نہ ہو تو صرف قرآن اور حدیث کے وجود سے ایک عادلہ فائزہ اسلامی ریاست قائم نہیں ہو سکتی۔ عادل بادشاہ ر صدر ر خلیفہ ہی دراصل احکام الہیہ کی تنفیذ کا بیڑا اٹھا سکتا ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔ "دین حکومت کے بغیر فلسفے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا" ۱۳۔

یہ خداوند کریم کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نوع انسانی پر خاص کرم فرمایا اور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا اور اسلام کو آخری دین بنا کر نازل فرمایا تاکہ نوع انسانی اب کسی اور نبی اور کسی نئے دین کے انتظار میں نہ رہے۔ خداوند کریم نے بنیادی قواعد و ضوابط وضع فرمائے تاکہ ایک ایسا عظیم معاشرہ تشکیل دیا جاسکے جس معاشرے میں عدل و انصاف کے چشمے بہہ رہے ہوں۔ جہاں بلا لحاظ رنگ و نسل ہر ایک کے ساتھ مساوی سلوک ہو۔ اس مکمل دین کی تعبیر اور تشریح کے لیے خداوند کریم نے اپنے آخری پیغمبر کے اقوال' افعال اور تقریرات کو تشریحی اور تشریعی مقام عطا فرمایا۔ (جاری ہے)

حواشی

۱۔	سورۃ ص	آیت نمبر ۲۶
۲۔	الجصاص۔ احکام القرآن	ج ۳ ر ۳۸۱
۳۔	سورۃ المائدہ	آیت نمبر ۴۸
۴۔	الجصاص۔ احکام القرآن	ج ۲ ر ۴۳۵
۵۔	مرجع بالا	
۶۔	مرجع بالا	۲ ر ۴۴۲
۷۔	سورۃ الحدید	آیت نمبر ۲۵
۸۔	سورۃ النساء	آیت نمبر ۵۸
۹۔	سورۃ المائدہ	آیت نمبر ۸

۱۰ـ تفسیر ابی السعود ۳ ر ۱۲

۱۱ـ یہ شعر درید بن صمتہ کا ہے۔ زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا پورا نام درید بن صمتہ معاویہ بن بکر بن علقمہ۔ مشہور شاہ سوار تھا۔ اس شعر کا مطلع یوں ہے ۔

ارث جدید الحبل من ام معبد بعا قبد او اخلفت کل موعد

ملاحظہ کیجئے۔ دیوان درید ص ۱۱ جمہرۃ النساب العرب ص ۲۷۔ دیوان الحماسہ ۲ ر ۱۵۷۔

۱۲ـ الزبیدی ۔ تاج العروس ۔ وزع یزع ۔ یہ حضرت عثمانؓ کا قول ہے۔ حدیث نہیں ۔
ملاحظہ فرمائیے۔ تفسیر ابن کثیر۔ تحقیق ڈاکٹر محمد ابراہیم البناء ۔ محمد احمد عاشور ۵ ر ۱۰۹
الکامل للمبرد ۔ ا ر ۱۷۵ کنزالعمال ۵ ر ۷۵۱ حدیث نمبر ۱۴۲۸۴

۱۳ـ THE RECONSTUCTION OF RELIGIOUS THOUGT IN ISLAM
صفحہ ۲۰ طبع لاہور ۱۹۵۱ء

بقیہ : خدا تعالٰی کی قدرت کی نشانیاں

ہے۔

ستاروں سے متعلق علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم نجوم ہے۔ جس میں ستاروں کے تغیر و تبدل کے حساب سے کسی شخص کی قسمت یا سعادت کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے علم کو حضور علیہ السلام نے شرک کا حصہ قرار دیا ہے اور سحر کی طرح حرام کہا ہے **من اتی منجما** فرمایا جو کوئی شخص نجومی کے پاس جا کر قسمت کا حال معلوم کرتا ہے ایسے شخص کو توبہ کر کے تجدید ایمان کرنی چاہیے۔ قرآن پاک میں ایسے ستارے کا بھی ذکر ہے جسکی عرب کے لوگ پوجا کرتے تھے۔ سورۃ نجم میں موجود ہے **وانہ ھو رب الشعری** یعنی شعریٰ ستارے کا مالک بھی وہی خدا ہے جو چاند اور سورج کا خدا ہے۔ لہٰذا تم اس ستارے کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ تفسیر الجواہر میں مذکور ہے اور ماہرین فلکیات بھی بتاتے ہیں کہ شعریٰ ستارہ ہمارے سورج سے بیس ہزار گنا بڑا ہے۔

ستاروں کے متعلق دوسرا علم، علم فلکیات (ASTRONOMY) کہلاتا ہے اور اسکے ذریعے خلا میں موجود ستاروں کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں جن پر غور و فکر کر کے انسان کیلئے ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ شعریٰ ستارے کا حجم اسی علم کے ذریعے حاصل ہوا ہے۔ پھر ماہرین فلکیات یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہماری یہ زمین سورج سے اس قدر چھوٹی ہے کہ ان کے حجم کی نسبت ایک ارب اور تیرہ لاکھ کی ہے گویا زمین سورج سے تیرہ لاکھ گنا چھوٹی ہے۔ مگر بہت دوری کی وجہ سے اتنا بڑا فرق نظر نہیں آتا۔ اور پھر چاند زمین سے بھی چھوٹا ہے۔ مریخ سرخ سیارہ ہے ۔ سائنس دان اس پر بھی پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسکی تصاویر اور دیگر حالات معلوم کئے جا رہے ہیں۔

بہرحال ان سب چیزوں میں اللہ تعالٰی نے اپنی قدرت کی نشانیاں رکھی ہیں۔ مومن ان میں غور کر کے فوراً خدا کی توحید کا قائل ہو جاتا ہے کہ جس مالک الملک نے یہ سارا نظام قائم کیا ہے اور وہ وحدہ لا شریک ہے۔ یہ نظام شمسی ہے اسکے اوپر عالم بالا اور پھر ملاء اعلیٰ۔ مظہرۃ القدس اور آخرت کا نظام اور یہ سب نظام اسکے قبضہ قدرت میں ہے۔ ان تمام پر اللہ تعالٰی کا تصرف ہے۔